مجلّہ

# مِلن کراچی

بزمِ ادب سنہ ۱۹۸۶ء

جمیعت قوم حکیمان (دہلی) رجسٹرڈ۔ کراچی

Scanned with CamScanner

# مُجلّہ

# مِلن

سنہ ۱۹۸۶ء

مجلسِ ادارت

ہمایوں صادق

مدیر

معاونین

محمد ایاز ــــــ طیب حمید ــــــ مِصباحُ الدّین

## بزمِ ادب

جمیعت حکیمان (دہلی) رجسٹرڈ۔ کراچی

Scanned with CamScanner

بانیِ بزمِ ادب جناب محمد دین خلیقی مرحوم

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تہدیہ

# نیاز بحضورِ ناز

خداوندا! اِک لڑکھڑاتی ہوئی زبان، اک تکلم کے زور سے قاصر گویائی اگر تیرے لطف و احسان تیرے اکرام و عطایا کو حسنِ طلاقت کے ساتھ شمار نہیں کر سکتی۔ تو کیا اے پردہ پوش مالک تو اِس کے اس اقرارِ عجز، تو اُس کے اِس اعترافِ قصور کو اپنی قبولیت و رضامندی کی چادر میں نہیں ڈھانپ سکتا۔

اے مالک! اک پاشکستہ و بے کیف قلم، ہاں اک ایسا قلم جو تیرے رنگِ جمال کی نت نئی کرشمہ آرائیوں کے بیان سے عاجز اور اس کے اظہار کی قابلیت نہیں رکھتا۔ وہ اگر تیری مہربانیوں کے نشرِ کامل سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ تو اے مسکین نواز! تو اُس کی اِس ترنم، تو اِس کے اس رقیق انفعال کو اپنی بندہ پرور پسندیدگی سے سرفراز نہیں فرما سکتا۔

اے تو وہ کہ خوشتگیٔ زبان اور شگفتگیٔ بیان کی نسبتوں سے بلند اور طلسم ستائش و نیائش سے مستغنی ہے!
اے وہ تو کہ جو گدازِ ترنم اور شوخیٔ تکلم سے بے نیاز اور مسرتِ مدح و تلخیٔ ذم سے بے پرواہ ہے، مجھے بتا تو آخر کیا ہے؟

اے آقا! کاش کبھی تو مجھے تیرے حضور میں باریاب ہونا نصیب ہو جاتا۔ اور میں اپنی ملکیت سے معمور طرزِ بیان سے تیرے لاہوتی ہونٹوں پر ایک خفیف سا تبسم پیدا کر دینے میں کامیاب ہو جاتا۔

آقا مجھے آرزو ہی رہی کہ کس طرح میں اپنی فرصتوں کا خلاصہ اپنے ٹوٹے، پھوٹے قلم کی چند لکیریں، اپنی بندگی کے چند نقوش تیرے حضور پیش کر دیتا!

مالک! میری لکنت یوں ہی بھول کرتی رہی۔——!

میرا قلم یوں ہی بے کار و بے کیف جنبش کرتا رہا۔——!

میری ساری عمر یوں ہی انتظار میں گم صم گذر گئی——!

اے آقا کیا مطمئن ہو جاؤں کہ تو کبھی نہ کبھی ضرور آئے گا۔ اور میری یہ سب کچھ سن لے گا۔ کیا میں اپنے دن ان ہی انشا ہائے خوش میں بسر کر کے اپنی رات کو بھی تیری تعریف کے مشغلۂ لطیف میں کاٹ دوں اور اپنے دھیان کو بھی تیری ہی یاد کی آغوش میں تھکا تھکا کے چھوڑ دوں۔——!

Scanned with CamScanner

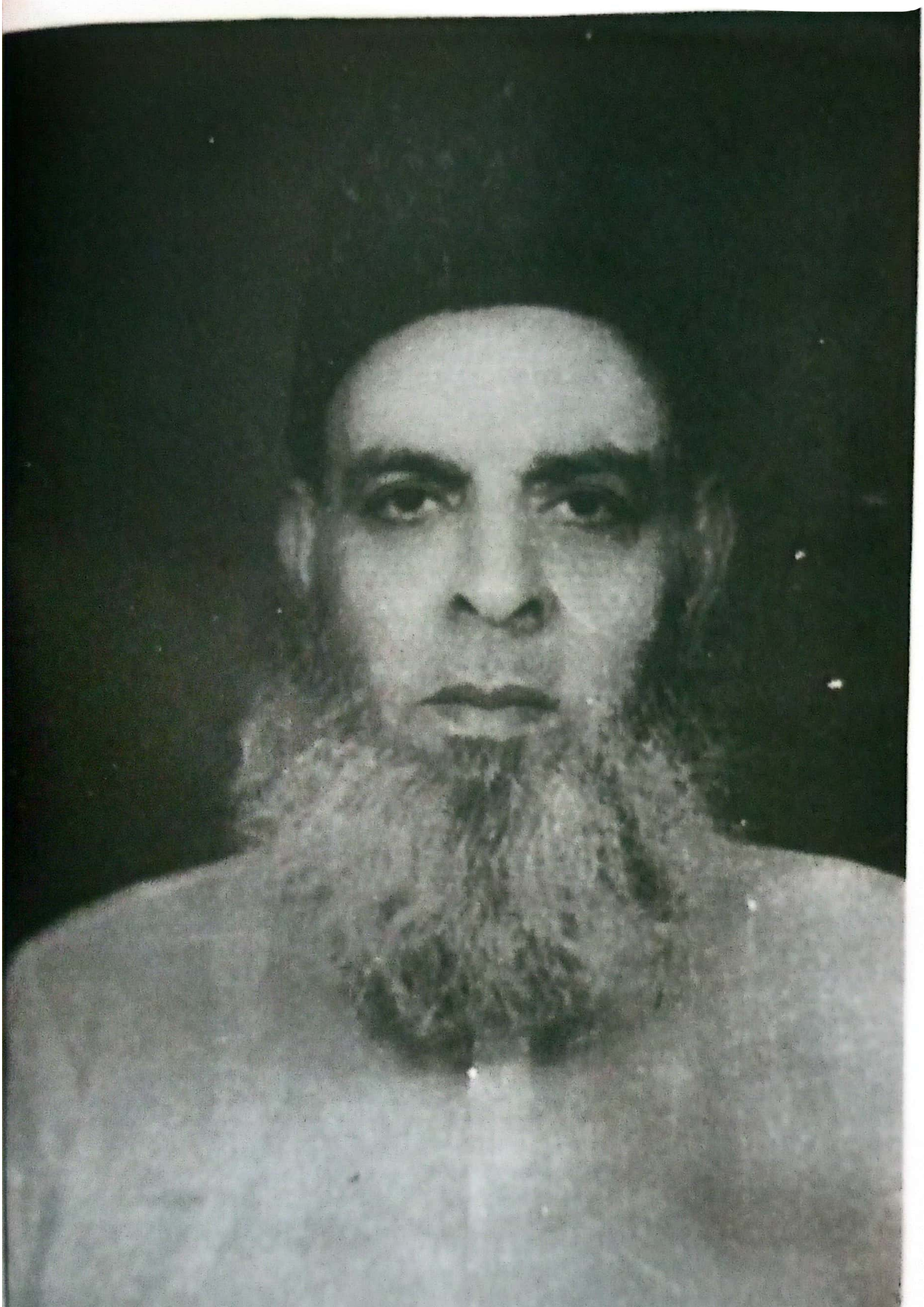

Scanned with CamScanner

# پیغام

خواتین و حضرات!

آپ سب کی خدمت میں میری جانب سے عید کی خوشیاں مبارک ہوں۔ میں اپنے اس پیغام میں یہ کہنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ آج کے دور کا نوجوان قومیت کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنی برادری کے لئے بہت کچھ خدمات انجام دینے کا خواہشمند نظر آتا ہے لیکن وہ بھی ہم تمام بزرگوں، جہاندیدہ اور زمانہ شناس حضرات سے یہ امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے کہ وہ مثبت اور فلاحی اعتبار سے ان کی رہنمائی کرتے ہوئے ان کے حوصلوں کو بلند کریں۔

ذرا غور کیجئے کہ ماہِ صیام میں جن مصروفیتوں سے ہر سال ہم سب حضرات گذرتے ہیں۔ یہی نوجوان آپ اور ہم سب کو ایک جگہ بیٹھنے کا انتظام کرتے ہیں۔ گلی گلی، دکان دکان، گھر گھر اور دفاتر میں آپ سے مالی تعاون کی درخواست کرتے ہیں تاکہ افرادِ جمعیت یک جان و یک قالب ہوں۔ میری ناقص رائے میں یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ معمولی ذمہ داری نہیں کہ پوری برادری کو یکجا کر کے ان کی رائے اور قیمتی مشوروں سے مستفیض ہوں۔

میں بانی بزمِ ادب محترم محمد دین خلیقی صاحب کو انتہائی عقیدت کے ساتھ خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے آپ کی مخلصانہ خدمات کو سراہتے ہوئے حاضرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مرحوم کے لئے خصوصی دعاءِ مغفرت فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہم میں اور بالخصوص نوجوان طبقہ میں بانیِ بزمِ ادب کا جذبہ عطا فرمائے۔
(آمین)

آخر میں امید کرتا ہوں کہ آپ سب لوگ اپنی اپنی جگہوں پر منظم اور پرسکون رہتے ہوئے پروگرام سے لطف اندوز ہوں گے۔

سرپرستِ اعلیٰ

Scanned with CamScanner
CamScanner

# پیغام

## عزیزانِ قوم

السلام علیکم

عیدالفطر کے اس پرمسرت موقع پر ہم قوم کے تمام
افراد کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ
بزرگوں کی یہ روایت ۱۹۲۸ء سے قائم و دائم ہے
اور برادری کے تمام افراد عید کے دن مجتمع ہوکر جذبۂ اخوت
و یگانگت کا مظاہرہ کرتے ہیں جو یقیناً قابل ستائش ہے
اتحاد، اتفاق و تنظیم کی ضرورت ہر ترقی پسند
قوم و برادری کو ہوتی ہے۔ اور جن قوموں میں یہ جذبہ
موجود ہو وہ قومیں ترقی کی منازل تیزی سے طے کرتی ہیں
ہماری تمنا اور دلی خواہش ہے کہ جمعیت حکیمان کے
افراد کے اپنی یہ خصوصیات اور پروان چڑھیں
جمعیت کے افراد نے ہم سے جو تعاون کیا ہے
اگر اس کا شکریہ ادا نہ کیا جائے تو کم ظرفی ہوگی۔
دہلی حکیمان سوسائٹی، بزم ادب اور فرینڈز سرکل
بھی دوش بدوش قوم کے افراد کی خدمت میں سرگرم عمل
ہیں جو ہم سب کے لئے تقویت کا باعث ہیں۔

چوہدری محمد ایوب قادری
چوہدری شیخ معظم الدین

Scanned with CamScanner

# پیغام

مجھے یہ معلوم کرکے بڑی مسرت ہوئی کہ کارکنانِ بزمِ ادب ایک مجلّہ بعنوان "ملن" شائع کر رہے ہیں جس میں علمی و ادبی مضامین کے علاوہ بزمِ ادب کی گذشتہ سال کی کارروائی بھی ہوگی۔ قابلِ ستائش ہیں جمعیت حکیمانِ دہلی کے وہ باہمت نوجوانان جو رمضان المبارک میں روزے رکھ کر بزمِ ادب کا اہتمام کرتے ہیں۔

جب پوری قوم عیدالفطر کی آمد آمد میں مصروف ہوتی ہے یہ نہ صرف عطیات جمع کرتے ہیں بلکہ پروگرام کی ترتیب و تدوین میں رات دن ایک کر دیتے ہیں۔

بزمِ ادب جس کا قیام جناب محمد دین خلیقی مرحوم کے مبارک ہاتھوں سے سنہ ۱۹۲۳ء میں ہوا تھا۔ ہماری برادری کے اہم ترین اداروں میں سے ہے۔ کراچی جیسے شہر میں تو اس نے اور بھی اہمیت اختیار کر لی ہے۔ کیونکہ اس اجتماع کے بغیر اتنے افراد کا آپس میں عید ملنا ممکن نہیں۔ عصرِ حاضر کے تقاضوں کے تحت بزمِ ادب کے پروگراموں میں ہلکی پھلکی موسیقی کو شامل کرنا بھی ضروری ہوگیا ہے۔ علمی و ادبی پروگرام اور موسیقی کا امتزاج کرنے پر کارکنانِ بزمِ ادب جمعیت کے ایک مکتبۂ فکر کی طرف سے ہدفِ تنقید بنتے ہیں تو دوسرے طبقے کی طرف سے داد وصول کرتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب بزمِ ادب کے انتخابات کا انعقاد ہوتا ہے تو حاضرین میں چند نفوس سے زیادہ نہیں ہوتے جن کے کاندھوں پر یہ ذمّہ داری ڈال دی جاتی ہے وہ حتی المقدور ایسے پروگرام ترتیب دیتے ہیں جن سے مختلف مکاتیبِ فکر کے افراد کے ذوق کی تسکین ہو سکے۔ میرا یہ پیغام ان نوجوانوں کے لئے بھی ہے جو کھیت کی باڑ پر بیٹھ کر تماشہ دیکھتے ہیں اور جب کچھ نوجوان بزرگوں کی روشن کردہ اس شمعِ فروزاں کو رکھنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں تو ان پر تنقید کی جاتی ہے میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ ان پروگراموں سے متفق نہیں ہیں تو آگے بڑھیں اور بزمِ ادب کے انعقاد میں جوق در جوق حصہ لیں۔

ع جو بڑھ کر اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

آخر میں میں کارکنانِ بزمِ ادب کی کامیابی کے لئے دست بہ دعا ہوں اور افرادِ جمعیت کی خدمت میں عیدالفطر کی مبارکباد پیش کرتا ہوں

محمد تقی

صدر جمعیت حکیمان دہلی

Scanned with CamScanner
CamScanner

# پیغام

مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ بزمِ ادب کے عہدہ دار اس سال ایک مجلہ "ملن" کے نام سے جاری کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مجلہ کے ذریعہ بزم ادب کے جو بھی نیک مقاصد ہیں ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ رب العزت سے یہ دعا ہے کہ یہ مجلہ بزمِ ادب کے شرکاء میں اخلاقی قدروں کو اجاگر کرے اور ہمارے دین اور مذہب اسلام کی روح کے مطابق اپنی زندگی گذارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

دین اسلام ہمارا گراں قدر سرمایہ ہے اور اسی پر چل کر ہم اور ساری انسانیت فلاح پا سکتی ہے۔

ہماری برادری کی روایات رہی ہیں کہ کسی بھی صورت میں اس نے دین کو نہیں چھوڑا اور دین کے اہم اصولوں کو اپنا کر فلاح اور کامیابی حاصل کی۔

موجودہ نسل خصوصاً نوجوانوں کو میرا مشورہ ہے اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ساری برادری کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوں اور موجودہ مادہ پرست زندگی کی چکا چوند سے جو سراسر دھوکہ ہے متاثر ہوئے بغیر انسانیت کی خدمت کو اپنائیں اور دین اسلام کے اصول کے مطابق خود بھی زندگی گذاریں اور ساری برادری بلکہ ساری انسانیت کو اسی کی دعوت دیں میرا ایمان ہے اگر ہم نے اس طرح اپنی زندگی گذاری تو انشاءاللہ دارین کی فلاح ہمارے قدم چومے گی۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو نیک مقاصد میں کامیاب کرے۔

(آمین)

شجاع الدین
صدر۔ فرینڈز سرکل

# عِیدمُبارک

اراکینِ مجلسِ منتظمہ کی جانب سے آپ سب کو

دِلی مُبارکباد

مِنجانب

## مجلسِ منتظمہ بزمِ ادب

Scanned with CamScanner

# خطبۂ صدارت

معزز خواتین و حضرات!

السلام علیکم۔

بزمِ ادب کے اس عظیم الشان اجتماع میں تمام خواتین و حضرات کی شرکت پر خوش آمدید اور عید الفطر کی ان گنت خوشیوں کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسی ہزاروں عیدیں اور مسرت و خوشیوں سے لبریز ساعتیں آپ سب کو نصیب فرمائے۔ (آمین)

اس کے ساتھ ساتھ حاضرینِ بزمِ ادب سے گذارش کروں گا کہ ان خواتین و حضرات کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں جو گذشتہ سال اس جہانِ فانی میں ہم سب کے درمیان موجود تھے اور اب کوچ کر گئے ہیں۔ خدائے رب العزت کے حضور دعاگو ہوں کہ وہ ان تمام خواتین و حضرات کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا کرے۔ آمین

گذشتہ سال تندہی سے بطور جنرل سیکریٹری اپنے فرائض انجام دینے کی غرض سے میں نے آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور اب امسال بطور صدر بزمِ ادب میں اور میرے رفقا آپ کی خدمت میں اپنے پروگرام کے ساتھ حاضر ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ آپ حضرات پروگرام سے لطف اندوز ہوں گے۔ اور اپنی اعلیٰ روایتوں اور اخلاقی قدروں کو ملحوظ رکھتے ہوئے بزمِ ادب کی انتظامیہ سے بھرپور تعاون کریں گے

محترم خواتین و حضرات۔ بزمِ ادب کی انتظامیہ نے افرادِ جمعیت کے اندر قومی اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے کی غرض سے ادارۂ بزمِ ادب کے لئے رکنیت سازی کا آغاز کرنے کا اس سال اہتمام کیا ہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں برادری کے افراد خصوصاً نوجوان اس پلیٹ فارم کے ذریعہ اغراض و مقاصد کی منزل حاصل کرسکیں۔

اراکین کی جانب سے میں ان تمام حضرات کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں جنھوں نے کسی بھی طور اس عظیم کام میں حصہ لیا۔ اور اراکین تعمیر کمیٹی کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں جن کی انتھک کوششوں سے یہ عمارت اس مرحلہ میں داخل ہوئی کہ آج ہم اس میں اس بزم کا اہتمام کرسکیں۔

میں اپنے رفقاء کا بے حد ممنون ہوں کہ انھوں نے انھوں نے اپنی ذاتی مصروفیتوں اور ماہِ صیام کی خصوصی مصروفیات میں سے اپنے قیمتی وقت کی قربانی دیتے ہوئے آپ حضرات کے لئے آج کی بزم کا اہتمام کیا ہے اور ان تمام حضرات کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے اپنے مشوروں سے نوازا ہے۔ شکریہ

محمد ایاز
صدرِ بزمِ ادب سنہ ۱۹۸۶ء

Scanned with CamScanner

# پیغام

خواتین و حضرات ۔ السّلام علیکم ۔ تمام حضرات

اس عید سعید کے پرمسرّت موقع پر میں تمام جمعیت حکیمان (دہلی) کے چھوٹے بڑے، مرد اور عورت سب کی خدمت میں عید کی خلوص دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ ماہ صیام میں ہماری مصروفیات کا زیادہ تر وقت مجلے کی اشاعت کے سلسلے میں گذرا ۔ ہم نے اپنی حتی الوسع کوشش اور آپ حضرات کے تعاون سے اس میں کس حد تک کامیاب ہیں یہ فیصلہ آپ خود فرمائیں ۔ مجلہ آپ تک پہنچ چکا ہوگا

میں اس سلسلے میں معاونین اور صدر بزم ادب کا بے حد مشکور ہوں کہ ان کی قدم قدم پر مدد اور رہنمائی سے اس گرانبار بوجھ کو اٹھانے کے قابل ہو سکا ۔

اپنی قیمتی مشوروں سے نوازئیے تاکہ آئندہ ہماری کوششیں اور بہتر ہو سکیں ۔

ہمایوں صادق

# مجلس ادارت

مدیر نگران اعلیٰ

ہمایوں صادق

معاونین :-

محمد ایاز

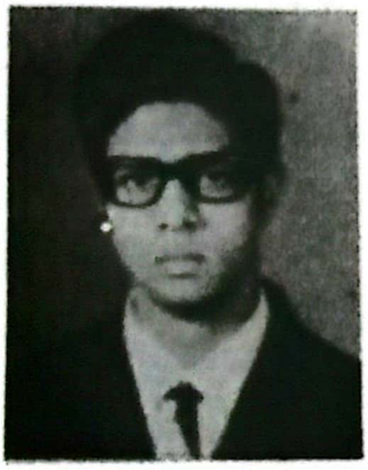

مصباح الدین

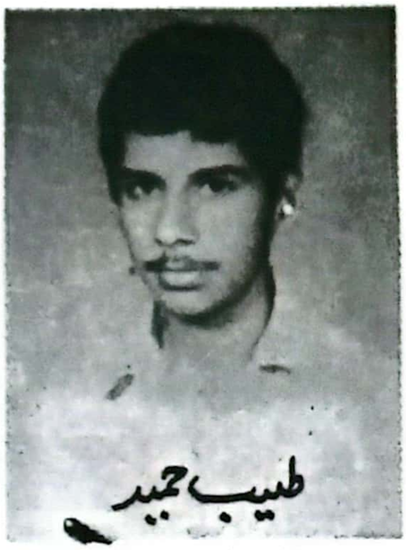

طیب حمید

Scanned with CamScanner

# مجلس منتظمہ بزم ادب سنہ ۱۹۸۶ء

محمد ایاز صدر

منصور اختر جنرل سیکرٹری

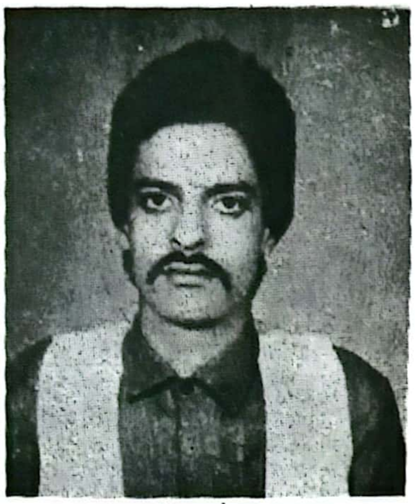

ندیم احمد نائب صدر

حسین الدین جوائنٹ سیکرٹری

CamScanner

نوید اطہر پروگرام سیکرٹری

مظہر اختر خازن

عزیزالدین پروپیگنڈہ سیکرٹری

محمد سلیم سوشل سیکرٹری

Scanned with CamScanner

# جائزہ

از جانب اخوند زادہ محمد منصور اختر فریدی - جنرل سیکریٹری بزمِ ادب

---

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے انتہائی مسرت ہے کہ اراکین بزمِ ادب کی طرف سے بحیثیت معتمد اعلیٰ بزم ادب کا جائزہ پیش کر رہا ہوں۔ ہماری برادری کا بزم ادب ہی ایک ایسا اجتماع ہے جس میں بچے ۔ جوان ۔ بزرگ ، خواتین یکساں طور پر عید کی خوشیوں میں دوبالگی پیدا کرتے ہیں۔

کارکنان بزم ادب رمضان المبارک میں احکام الٰہی کی بجا آوری ۔ انفرادی ، معاشی ذمہ داریوں کے ساتھ جس محنتِ شاقہ سے بزم ادب کے انعقاد کے سلسلے میں خدمات انجام دیتے ہیں اور کئی راتیں اپنی نیندوں کو قربان کر کے بہتر سے بہتر سہولیات ۔ آرام کے علاوہ ہر مرتبہ کے افراد کے لئے ادبی ، ثقافتی ، تفریحی پروگرام ترتیب دیتے ہیں اس کی پسندیدگی اور کامیابی کا انحصار شرکاءِ محفل پر ہے ۔ یہاں یہ عرض کرنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ کل کے جوان ، آج کے بزرگوں نے کامیابی سے جن خطوط پر قائم رکھا انہی خطوط پر آج بھی قائم ہے ۔ البتہ انقلاب زمانہ کے پیشِ نظر تفریحی پروگرام میں تبدیلی پیدا کی گئی ہے لیکن ادب کو فراموش نہیں کیا گیا ۔

سال گزشتہ جناب مصباح الدین صاحب کی صدارت میں ادارۂ بزم ادب نے بزیر سرپرستی قبلہ والد محترم جناب اخوند شاہ مقبول اختر صاحب فریدی پانچ گھنٹہ کا پروگرام پیش کیا جس میں سے تین گھنٹہ کا پروگرام جناب شیخ محمد تقی صاحب صدرِ محترم اعلیٰ مجلس انتظامی جمعیت حکیمان حضرت قبلہ والد محترم بہ حیثیت سرپرست اعلیٰ جناب حکیم حافظ محمد سعید صاحب مہمان خصوصی جناب ڈاکٹر فریدالدین صاحب بقائی کی تقاریر اور مصباح الدین کے [illegible] تقی استقبالیہ ۔ کچھ ادبی خاکوں پر مشتمل تھا ۔ امسال بھی کوشش کی گئی ہے کہ اخلاقی اقدار یا روایات کی پامالی نہ ہو اور ہر مرتبہ کے افراد کا احترام باقی رہے ۔ کسی کے جذبات مجروح نہ ہوں ۔

Scanned with CamScanner

افرادِ جمعیت کو عید کی خوشیاں مبارک ہوں

(منجانب)

# حاجی ممتاز الدّین اینڈ سنز

جوڑیا بازار کراچی

| | |
|---|---|
| ہرن چھاپ تمباکو (مرادآبادی) | ممتاز زعفرانی خوشبودار پتی تمباکو |

فون نمبر:- 236086

## جمعیت قوم حکیمان (دہلی) رجسٹرڈ کراچی

کے

وہ تمام طالب علم جو مالی پریشانی کی وجہ سے اپنی تعلیم میں مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ اُن سے استدعا ہے کہ وہ درخواست فارم کے لئے جناب چوھدری محمد مقیم صاحب جوڑیا بازار سے رابطہ قائم کریں۔ ایسے تمام طالب علموں کے کوائف صیغۂ راز میں رکھے جائینگے

# الحمد للہ

# شفاخانہ قوم حکیمان (دہلی) کراچی

آدم مینشن، بالمقابل صدیق جراح - عیدگاہ لین، کراچی

حسب معمول

ہفتے سے جمعرات تک کام کر رہا ہے

**اوقاتِ کار :- صبح ۹ سے ۱ بجے - شام ۶ سے ۹ بجے**

---


ھدیۂ تبریک

منجانب

IATA

Approved Agent

**Roomi Travels Ltd.**

19 Sidco Avenue Centre Strachan Road, Karachi

Phone [illegible]

Govt. Licence No. [illegible]

# گوشوارہ

## از جانب اخوندزادہ محمد مظہر اختر آفریدی

بہ فضلِ الٰہی یہ میرے لئے باعثِ فخر ہے کہ آج پہلی بار بزمِ ادب کی تاریخ میں آمد و خرچ کا گوشوارہ پیش کر رہا ہوں۔ بزمِ ادب ہمیشہ سے ایک آزاد ادارے کی حیثیت سے برادری میں یک جہتی، یگانگت پیدا کرنے کی سعی کرتا رہا ہے۔

نوجوانانِ بزمِ ادب قومی تعاون سے بزمِ ادب کو ان کی دلچسپیوں کے مطابق زیادہ سے زیادہ کامیابی کے ساتھ بزرگوں کے اس ورثہ کو سنبھال کر قائم رکھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

میں تمام عطیہ کنندگان کا بے حد مشکور ہوں کہ نوجوانانِ بزمِ ادب کی مالی اعانت سے حوصلہ افزائی کرتے رہے ہیں اور یقین ہے کہ آئندہ بھی اسی جذبہ کے تحت برادری کے اس اتحاد پیدا کرنے والے ادارے کی مالی تعاون سے سرپرستی فرماتے رہیں گے۔ نیز امسال تخمینہ (بجٹ) مرتب کرتے وقت یہ خیال رکھا گیا ہے کہ ایک قطعہ اراضی جمعیت ہاؤسنگ سوسائٹی اسکیم ۳۳ میں بزمِ ادب کے نام ہے اس کی قسط ادا کی جائے۔ تاکہ بزمِ ادب کی اپنی ایک عمارت ہو اور اس کا دائرہ وسیع ہو سکے۔

Scanned with CamScanner

# مجلس منتظمہ بزم ادب سنہ ۱۹۸۵ء

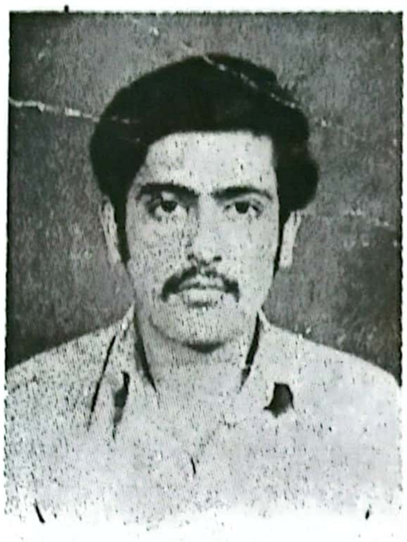

محمد آصف نائب صدر

مصباح الدین صدر

منصور اختر جوائنٹ سیکریٹری

محمد ایاز جنرل سیکریٹری

منظہر اختر خازن

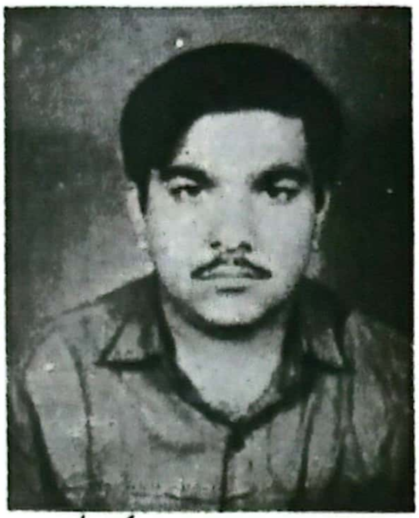

نوید اظہر پروگرام سیکرٹری

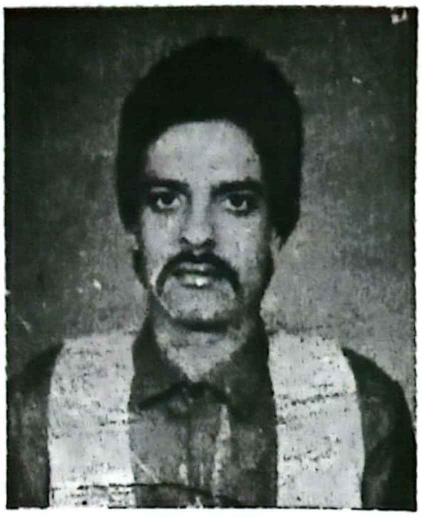

ندیم احمد
پروپیگنڈہ سیکرٹری

حسین الدین سوشل سیکرٹری

Scanned with CamScanner
CamScanner

# انبوہِ جمال

ہر چند کے افراد کی انفرادی حیثیتیں، اس وقت قائم نہیں رہتیں جب وہ کسی ترتیب خاص کے تحت اِک حسین اجتماع کی صورت اختیار کرلیں۔

مانا کہ جمال اور دل کشی کی خصوصیاتِ منفردہ پھر باقی نہیں رہ جاتیں جب وہ کسی اسلوبِ خوش کے ساتھ ایک جمیل اجماع کی شکل، اور اس شکل کا حُسن بن جائیں۔

مجمع کی دل آویزیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کہنے والے بھی حق بجانب کہ یہاں حسنِ انفرادی کی کوئی قیمت نہیں مگر مجموعی شکوہ ہر فرد شامل کی کوئی جداگانہ ممیز شان نہیں، والاَ مجمع کا وقار، کسی پیکرِ دلکش کی تنہا کوئی حیثیت نہیں لیکن اجتماع کی جاذبیت۔!!

مگر جب ان اجماعی شاندار یوں کا تجزیہ، ان مجموعی رعنائیوں کی تحلیل کیجیے گا تو آپ کے لئے ان انفرادی حیثیات پر گفتگو کرنا ناگزیر ہوگا۔ جو روحِ مجمع اور جانِ اجتماع ہیں۔!!

آپ مجمع کی اجتماعی حیثیات کی شرح کریں اور اپنا دامنِ فکر تشخصات کی بحث سے آلودہ نہ ہونے دیں۔ محال ہے۔

آپ اجماع کی مجموعی دل آویزیوں پر نظر ڈالیں اور دیدۂ ذوق کو محاسنِ انفرادی سے منور نہ ہونے دیں!

پھر ان اشکال و محالات کی منازل اس درجہ سنگین اور طویل ہیں جہاں پائے استدلال مضمحل اور شکستہ ہے۔ ولولہ، براہین افسردہ اور مجروح ہے۔

تعجب اس پر جو ان مشکلوں کو آسان سمجھتا ہے کہ ہم مجمع کو افراد سے منفک کرلیں گے اور پھر مجموعی دل آویزی کو بھی مجمع کی قائم رکھیں گے۔

ہم مفہوم کو عبارت سے الگ ثبت کریں گے اور پھر کتابِ معنیٰ کی شعریت اور نکتہ آفرینی کو بھی زائل نہ ہونے دیں گے۔

ہم نکہت کو شاداب پھلوں سے جدا کریں گے اور پھر دستۂ گل کی عطر فشانیوں میں بھی فرق نہ آنے دیں گے۔

ہم قوسِ قزح سے اس کی رنگینیاں علیحدہ فرض کریں گے اور پھر اس کی حیثیت نیرنگِ لون پر بھی فرق نہ آنے دیں گے۔

سوائے اس کے کہ ان آسانیوں کی مشکلات پر دل خون کیا جائے اور کیا ہو سکتا ہے!! ہاں تو میں ہجومِ جمال کے تاثرات بسیط کا تو یوں بھی قائل ہوں اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تحسین مطالعۂ دل کے جذبات اس قسم کے انبوہ آفریں مواقع تجمل پر کس قدر عمیق تاثر یا اسی سے پیر ہوتے ہیں۔

مگر خدا کے لئے مجھ میں اتنی شکیبائی کہاں، میرے شوقِ یکسوئی کو اس قدر فرصت کہ میں محاسنِ اتحاد کی قوت اور "قوتِ ہنگامۂ ربط کی" طاقت کو دیکھوں!!

ہاں مجھے قوموں کے جاذبۂ ارتقا پر قصائد لکھنے کا ملکہ نہیں۔ لاریب کہ نشو و نمائے خصائص ملیہ کی شرح تو لیسی میرا پیشہ نہیں رہا۔ ہائے مجھے تو قدرت نے اپنے دل

Scanned with CamScanner
CamScanner

کی خوں فشانیوں کے لئے مختص کیا ہے۔ مجھے تو ذوقِ فطرت سے فشارِ تاثرات اور جذباتِ غم کے نشتر کی خدمت سپرد ہوئی ہے!

انھیں خندۂ شادمانی نصیب، مگر میرے معصوم آنسوؤں کی معراج تو یہی متہم شہرت ہو جاتا ہے۔ انھیں طاقت کے حسن کی مدح مبارک، مگر مجھے تو میرے حسن کی صبر آزما طاقت کو سراہتے رہنا ہی مدارِ حیات ہے۔

مدعی قوتوں کے نیرنگ اور طاقتوں کے حسن سے دنیا کو مسخر کر لینے کے افسوں پھونکا کرے۔ میرے پندارِ پرستش کا زعم تو یہ ہے کہ حسن کی طاقتِ طلسم آفریں اور جمال کی قوتِ شعبدہ پرور کی رہنمائیوں کے بغیر یہ نظامِ نیرنگِ ولولہ اور یہ مملکتِ اجسام و قلوب مسخر ہونا غیر ممکن ہے!!

آہ ایامِ سعئ تسخیر تحریک کے وہ مسلسل تین دن جب کہ تبسم ضیائے تلطف سے دہلی کی ساری فضائے شوق رنگین و مکیف تھی۔

ان ایامِ مسرت میں جب کہ دہلی اپنے نصیب کی خوش کامیوں پر مفتخر، اور اس کی زمین کا ایک غیر مسطح قطعہ اپنی تقدیر کی رعنائیوں میں ممتاز تھا۔

ہاں ان دنوں، جب کہ دلّی کی خاکِ پاک، اک مخصوص ارضِ محبت اور اس کا ذرہ ذرہ خراشِ تحسین خراج گذار اور تعظیمِ ذوق چاہتا تھا۔

ہاں ان دنوں، جب کہ اس دیارِ حسن پرست کی وسعتِ عطریت میں ڈوبی ہوئی تھی، اس کا طول ہنگامِ مسرت سے معمور اور اس کا عرض شادابِ نکہت سے پُر تھا۔

ہاں ان ایام میں جب کہ دلوں کی خستگی کا زمانہ سہارا تھا، اور حسنِ فراموشی کا نقطۂ کشش کبریائی بنا ہوا تھا۔ عنوان کی جاذبیت نے اذنِ مطالعۂ عام دے دیا تھا۔

ہائے ٹھیک ان دنوں جب کہ حیاتِ محبت مختصر ہو رہی تھی۔ تشنیلِ پرستش طویل ہونے کو تھا اور عشاق کی مضطرب زندگی اک راہِ معروفیت کے لئے سراپا سعی بنی ہوئی تھی ——— میں دہلی موجود تھا۔

قوتوں کے محاسن کا جشنِ سالانہ تھا یا حسن کی طاقتِ مستحکم کی فرمانروائی کا اعلان، بہرحال دست و بازو کی نمائش خود داری میں زخم خوردہ سینوں اور خون سے تر آستینوں کی عریانیاں بھی صرف تماشا تھیں۔

تیغ و تبر، زرہ بکتر، شمشیر و خنجر کے خونچکاں تذکروں میں قانونِ اسلحہ اگر زیرِ بحث تھا تو وہیں دوسری جانب خمار آلود آنکھوں کا نشۂ پندار شانوں پر سرکتی ساری کا وقار، ابروئے شگفتہ کی جنبش، لبِ لعلیں کا تبسم اور سحرِ تکلم کی قیامت بھی اس ساری بحث کی روانیوں اور اس کے دل نشین معنوں کی گہرائیوں کا طلسم بنا ہوا تھا۔

صحافتِ ملکی کے اسلوبِ انشاء پر قیودِ مطالع سے جو صداقت شکن سختیاں نازل ہو رہی ہیں۔ اسی پر گفتگو تھی اور کسی کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ مکتبِ سیاست اجڑا جاتا ہے اور یہ دعوتِ بزمِ ادب متاعِ ہوش کو جذب اور سرمایۂ خرد کو ضبط کئے لیتی ہے۔ اگر ادھر اندازِ رقم مردود ہے تو کیا ہے حدیثِ مطرب پر طبع آزمائی سہی!

حکومت کے خود مختارانہ ولولوں کی فضا میں اگر "اختیار کی حکومت" کے نقش و نگار گنبدِ حریت میں چار چاند لگا دیتے تھے۔ تو وہیں اختیار رکھنے والے

خود مختار اپنے کامل اقتدار سے دنیائے آزادی کو دعوتِ قیدِ دوام دے رہے تھے۔ بڑے بڑے دل پر اختیار رکھنے والے اس پیغام بے اختیاری پر لبیک کہنے کو جھکے پڑتے تھے۔ اس حسین اختیاری قید کی پابندیوں پر ساری عمر کی آزاد خوشیوں کو قربان کرنے کو تیار بیٹھے تھے۔ ان طلائی زنجیروں میں بستہ محن ہونا ہزار شادمانی حریت سے سوا سمجھتے تھے!!

جشنِ عام کا عنوان علم و عمل سہی مگر یہ حقیقت ہے کہ ادب و شعر کے لطائف مباحث کا متن تھے۔

یہ سارا مجمع حسنِ دوشیزہ، حسنِ متین اور حسنِ تحمل سے معمور تھا۔ یا پھر میری بے کسی کا حسن تھا جو اپنے جمالِ بیچارگی میں دور دور منفرد دکھتی۔

ہائے کہ اس وقت جب ایوانِ تمکینِ کبریٰ میری فتادہ اداؤں پر بند تھا۔ اس وقت جب خلوتِ حسن پر ستاروں کا ہجوم عام نہ تھی۔ دنیا گواہ ہے کہ میں جلوہ گاہِ جمال کے پائین میں پریشاں کھڑا تھا۔ تقریب سے دور سہی مگر حضوری میں حاضر تھا۔

ہائے کہ جب کسی کو بھی اذنِ دخل نہ تھا۔ سارے عالم کو معلوم ہے کہ کرشمہ گہہ حسن کو میرے آنسوؤں نے ترک کر دیا تھا اور کون ہے جو نہ کہہ دے گا کہ ان کی گردِ رہگزار کا احاطہ میری معصوم آہوں نے کیا۔ مگر جاکری! آہ تیرا نصیب!!

نامکتی خدارا میرے اضمحلالِ شکست کو نوازے!

او گنگا کی شنگم نشین دیوی اللہ میری آنکھوں کے آبشارِ الفت پر ایک نظر کر!

دنیا میری نسبتِ تعشق کی بلندیوں پر متحیر ہے مگر میری مجبوری کو کون ہے جو جانے۔

ملیب پیالوں میں آبِ حیات چھلکے، اور میں ایک قطرہ کو بھی ترسوں۔ تیرے عطایائے لطف کی دنیا مدح کر رہی ہے، مگر میری محرومیاں تو شکوہ گذار رہیں۔

یہ حسن یا سمینی اور یہ نکہت و رنگینی، یہ دوشیزگی اور حجاب، یہ لوچ اور شباب، یہ معلوم ہوتا ہے کائنات کو محرومِ راحت کر کے چھوڑے گا۔

ہاں! میں بھی مٹ سکتا ہوں۔ میں بھی فدا ہونے کو تیار ہوں۔ میں بھی تصدق ہو جانے پر آمادہ ہوں ——

—— کاش وہ ملتفتِ بربادی تو ہو ——

وہ ایمائے خستگی تو دے!

آہ! میں اک سعیِ عشق ہوں، جو قسمت سے مسترد، یا اشکِ دادخواہ ہوں جو آغوشِ دامن سے محروم، یا پھر قطرۂ گریۂ بے اختیار ہوں جو لطفِ سرِ آستین سے بدنصیب!!

میں اک دعائے سیمیں کے لئے راتیں سیاہ کر دونگا
میں اک آرزوئے رواں کے لئے دشت و کوہ ناپ لونگا
لیکن وہ سیلِ سیماب میری جانب بہہ آنے کا تہیہ تو کرلے
وہ موجِ نور میری حیاتِ افسردہ کے سکوت، تاریکی کو جنبشِ جمیل سے بدلے تو۔

ہائے دنیا صحیفۂ فطرت کے اس لطیف مضمون کو کیا سمجھے گی۔ اہلِ ہوش، میرے ہذیانِ الفت کی نزاکتوں کو کیا جانیں گے۔

ہم نشینو آؤ! میرے اوراقِ ہستی کے صفحاتِ اولین کو پڑھو۔ حسن اور محبت دو لفظ ملیں گے جو حقیقتاً میری زندگی کا راز، کائناتِ عالم کی لطافتوں کا منتہا ہیں!!

ہائے وہ میرا عمقِ تخیل ہے، وہ میری کائنات کا محور

وہ میری گفتگو کا مدعا ہے؟
اس فکرِ خوش کو، اس رابطۂ معانی کو، اس نقشِ
منور کو، کون ہے جو پڑھے! اور کون ہے وہ جو محبت کی اس
چیستان کو بوجھے!!

— ❀ —

---

# غزل

ساحر لدھیانوی

بھڑکا رہے ہیں آگ لبِ نغمہ گر سے ہم
خاموش کیا رہیں گے زمانے کے ڈر سے ہم

کچھ اور بڑھ گئے جو اندھیرے تو کیا ہوا
مایوس تو نہیں ہیں طلوعِ سحر سے ہم

لے دے کے اپنے پاس فقط اک نظر تو ہے
کیوں دیکھیں زندگی کو کسی کی نظر سے ہم

مانا کہ اس زمیں کو نہ گلزار کر سکے
کچھ خار کم تو کر گئے گزرے جدھر سے ہم

اینگلو عربک کالج اینڈ اسکول سوسائٹی نے تحریک پاکستان کو

متعدد شخصیات دی ہیں ۔ اور اس کی ادبی خدمات ہمارا قیمتی سرمایہ ہے ۔

جمعیت قوم حکیمان سے اس کی نسبت یوں بھی ہے کہ جب اینگلو عربک کالج اینڈ اسکول سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا تو اس کے 250 ممبران کی تعداد جمعیت قوم حکیمان سے تعلق رکھتی تھی جو کہ ممبران کی سب سے زیادہ تعداد تھی ۔

ذیل کی تصویر ۱۹۳۸ء کی لی ہوئی ہے جب اس سوسائٹی کے صدر جناب سر شاہ سلیمان ۔ نائب صدر جناب ڈاکٹر ذاکر حسین (سابق صدر ہندوستان) جناب انیس احمد رشدی جنرل سیکرٹری (فرزند بانی بزم ادب جناب محمد دین خلیقی صاحب) ہوا کرتے تھے ۔ تصویر میں مندرجہ ذیل شخصیات نمایاں ہیں

جناب ڈاکٹر سر ضیاء الدین مرحوم (اس وقت کے وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی) سر شاہ سلیمان، شمس العلماء مولانا عبدالرحمن دہلوی، ڈپٹی بہاؤالدین، حکیم امتیاز الدین، خشتاق احمد زاہدی، ممتاز حسین قزلباش، معین الحق حقی، بابائے اردو مولانا عبدالحق جناب حسن نظامی ۔ خان بہادر محمد سلیمان انجنیئر وغیرہ ۔

Scanned with CamScanner

اپنے قیمتی دستاویزات کو محفوظ رکھیئے

انہیں جدید مشین سے "پلاسٹک کوٹیڈ" کرالیں

اور ہر قسم کی اسکول، کالج کی کتابیں، جنرل بکس، اسٹیشنری وغیرہ

اور فلاور میکنگ کا مکمل سامان

بکفایت ملنے کا پتہ: **تاج بُک سینٹر** فون: ۶۸۳۲۳۸

A-5-5 مینا بازار کریم آباد چورنگی۔ کراچی

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے خواتین کے کپڑوں
اور ان کی آرائش حسن کے لئے یاد رکھیئے

# زری محل

ہر قسم کے کاسمیٹکس کا سامان۔ زری، گوٹہ، بنارسی بیلیں اور ہمہ اقسام
کے فینسی پرس اور کالج بیگ دستیاب ہیں۔

**زری محل** دوکان نمبر ۸ ۔ مینا بازار، کریم آباد ۔ کراچی

فون نمبر دوکان: 673618 فون گھر: 674686

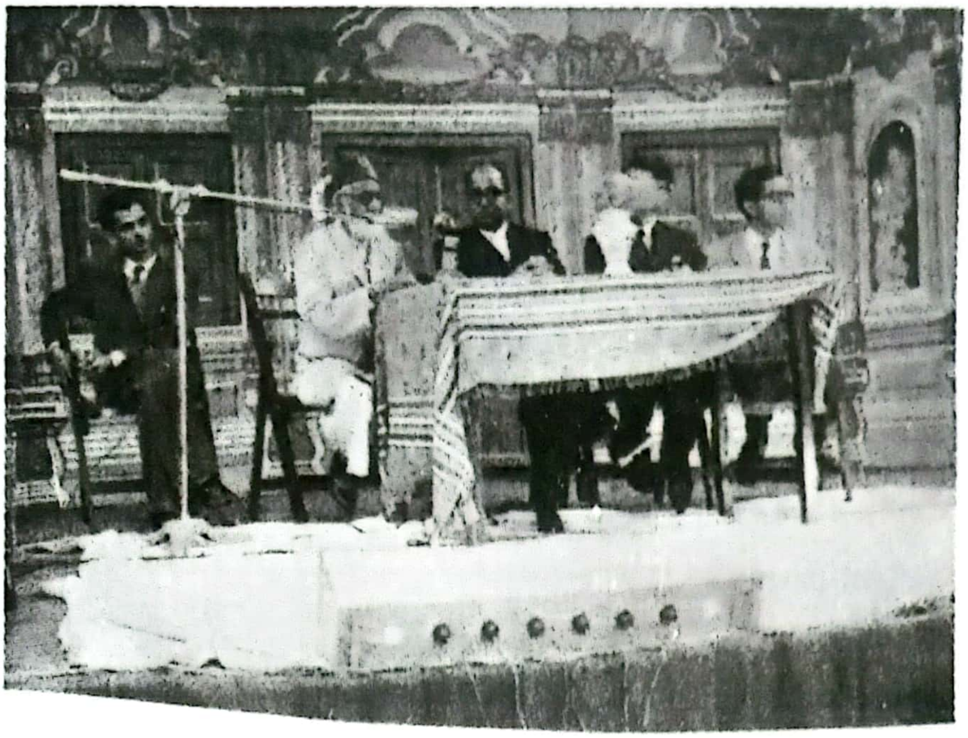

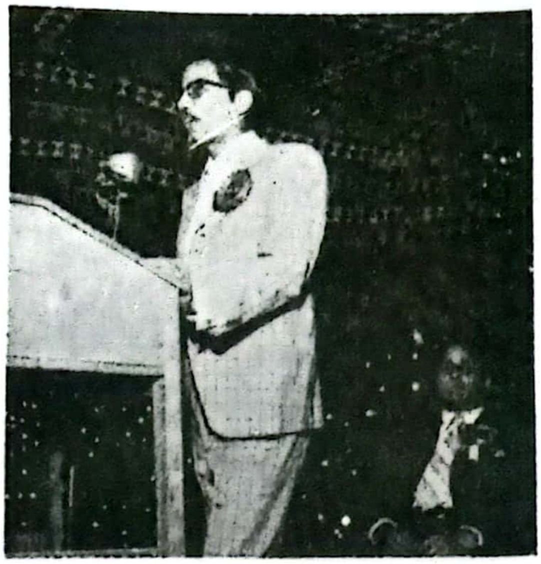

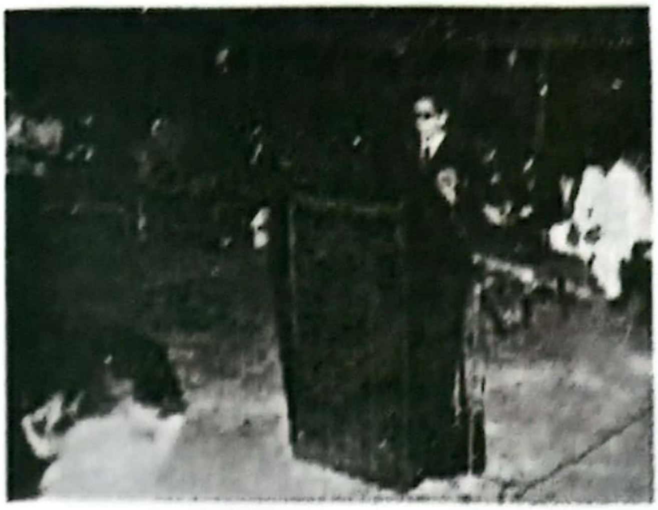

Scanned with CamScanner
CamScanner

Scanned with CamScanner

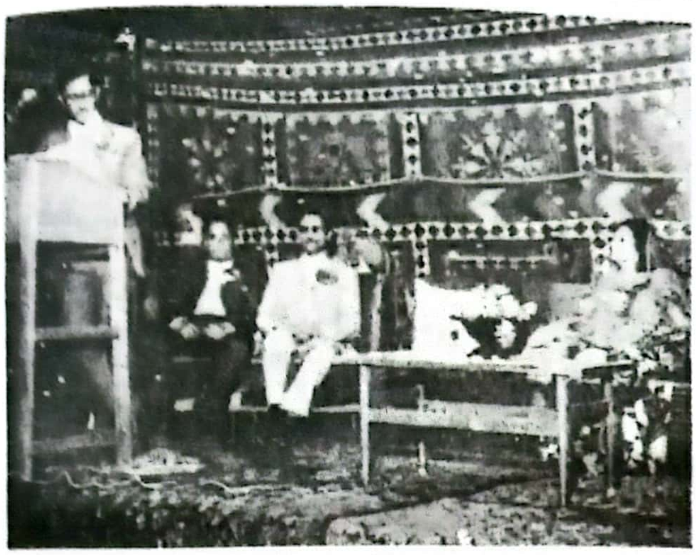

Scanned with CamScanner CamScanner

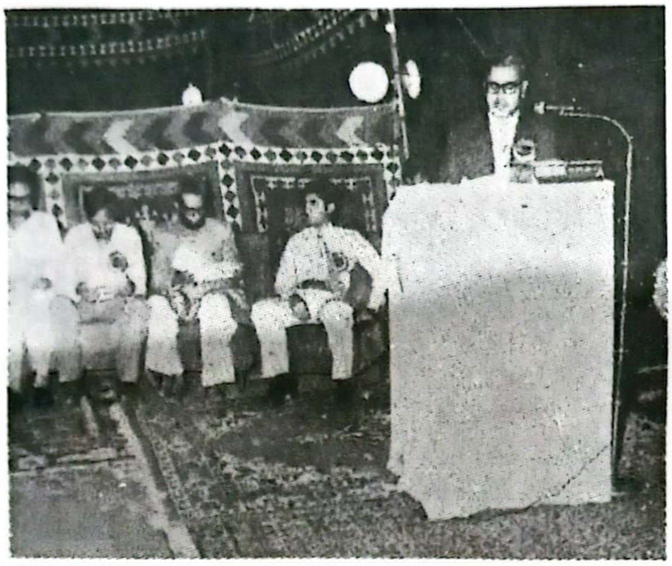

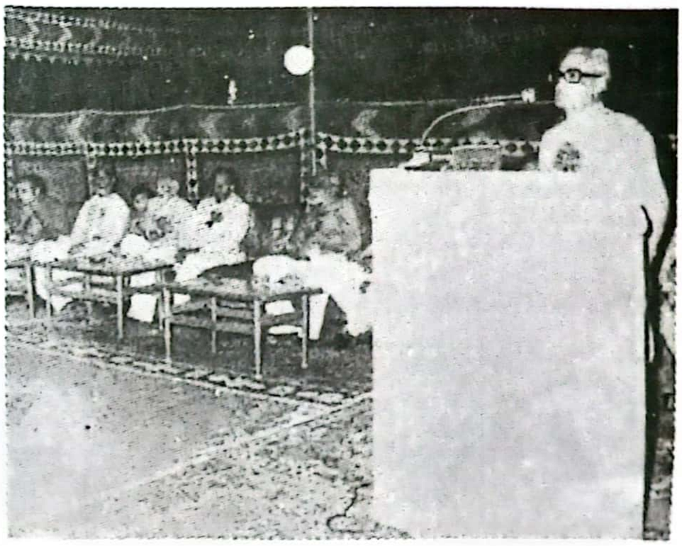

بانی بزمِ ادب کے فرزند جناب انیس احمد رشدی صاحب۔

# بزمِ ادب کے چند صدور

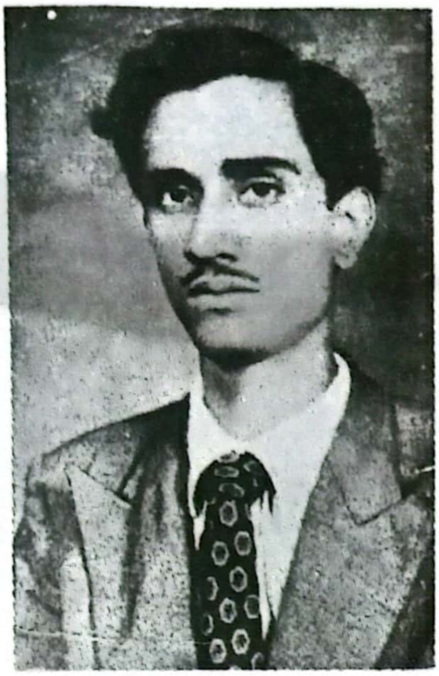

Scanned with CamScanner

سہیل ابرار

# آئن سٹائن

## تسخیرِ خلا میں ان کا نظریہ آج بھی مددگار ثابت ہو رہا ہے

جدید سائنس کے بانی آئن اسٹائن کی ذات پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ غیر معمولی ذہنی صلاحیتوں کے مالک تھے لیکن اسکول اور کالج کے زمانہ میں ان کی ذہنی صلاحیتوں کا اندازہ قائم نہیں ہو سکا۔ ان کا نام گیلیلیو اور نیوٹن کی طرح سائنس کی دنیا میں لافانی ہو چکا ہے۔ انھوں نے جدید سائنس دانوں کو سائنس کے نئے افق سے روشناس کرایا۔ اس کے علاوہ سائنس دانوں کے کئی نظریات میں ترامیم کی۔ مثلاً نیوٹن کے قانون ثقل یا قانون تجاذب میں ترمیم کی اور اس میں مزید معلومات فراہم کیں۔ آج انسان چاند اور ستاروں سے آگے سفر کا خواب دیکھ رہا ہے۔ ان خوابوں کی تکمیل میں آئن سٹائن کا نظریہ اضافیت بہت مددگار ثابت ہو رہا ہے۔

البرٹ آئن سٹائن ۱۸۹۷ء میں جرمنی میں پیدا ہوئے ان کا تعلق گو کہ یہودی خاندان سے تھا لیکن وہ ذہنی طور پر آزاد خیال تھا۔ ان کا مذہب سائنس اور علم ہی تھا۔ آئن سٹائن کی تصاویر پر جب نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت شریف انسان تھے۔ اگرچہ زندگی میں ان کو طرح طرح کے انعامات سے نوازا گیا۔ پھولوں اور تمغوں کی بارش کی جاتی رہی تھی لیکن ان کو ان اشیاء سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ قلندرانہ بے نیازی سے زندگی گذارتے رہے۔ انھیں شہرت اور ناموری حاصل ہوتی رہی لیکن ان کے لئے انھوں نے کبھی تمنا نہیں کی تھی۔ ان کا نام جس وجہ سے ہمیشہ تاریخ عالم میں ثبت رہے گا وہ نظریۂ اضافیت (تھیوری آف ریلیٹویٹی)۔ ہے۔ جرمنی میں ان کو شہرت حاصل نہ ہو سکی! ان کی والدہ جرمنی کے شہر الم میں الیکٹرو میکنیکل کمپنی کے مالک تھے! ان کی والدہ ایک اچھی موسیقار تھیں اور مضبوط کردار کی مالک تھیں۔ اسٹائن کے ایک چچا نامور انجینیر تھے۔ ان کی شخصیت کے اثرات اسٹائن پر بھی پڑے۔ والدہ کی طرف سے انھیں قوتِ متخیلہ ملی تھی جو کہ ایک سائنس دان اور آرٹسٹ دونوں کے لئے نہایت ضروری ہوتی ہے۔ چچا کیونکہ عملی انسان تھے جو سٹائن کے لئے بہت مفید ثابت ہوئے۔

ان کے اساتذہ کا کہنا ہے کہ اوائل عمری میں وہ غیر معمولی نہیں تھے بلکہ ذہنی طور پر اوسط درجے کے تھے۔ کچھ روایات کے مطابق وہ غبی تھے۔ صرف ایک ساتھی طالب علم نے ان کے بارے میں کہا تھا۔

"یہ آئن سٹائن ایک دن بہت بڑا آدمی بنے گا۔"

جب آئن سٹائن کے والد وفات پا گئے تو ان کو کچھ گھریلو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنی معاشی حالت کو بحال کرنے کے لئے انھوں نے ایک دفتر میں ملازمت کر لی۔ وہ اپنی ذہانت کی وجہ سے ہر مسئلے کو نہایت خوش اسلوبی سے حل کر لیتے تھے۔ اس طرح ان کی ذہانت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ۱۹۰۲ء میں انھوں نے سوئزرلینڈ کی شہریت اختیار کر لی اور پھر تین سال کی شب و روز محنت کے بعد "نظریۂ اضافیت کا پہلا حصہ" پیش کر کے سائنس کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا اس سے پہلے کئی سائنسی عالمانہ مقالے لکھ کر وہ بہت مشہور ہو چکے تھے لیکن نظریہ اضافیت کا مقالہ ان کے تمام مقالوں سے علمی سطح پر بہت بلند تھا جس میں زمان و مکان کے کئی اسرار و رموز سے پردہ

چاک کیا گیا تھا اس نظریہ کی اہمیت نیوٹن کے نظریۂ ثقل تھیوری آف گریویٹیشن سے بھی زیادہ تھی ۔ دراصل نظریۂ اضافیت "حرکت" سے متعلق ہے ۔ حقیقت میں ہر حرکت کی پیمائش اتنی نہیں ہوتی جتنی کہ ایک آنکھ اسے دیکھتی ہے ۔ مثال کے طور پر اگر ایک مسافر ہوائی جہاز میں جو کہ پانچ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ رہا ہے اس کے اندر چلتا ہے تو کیا وہ چار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہا ہے یا ۵۰۴ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہا ہے ۔ کیا زمین پر کوئی دوڑ میں ریکارڈ قائم کرنے والا کھلاڑی اپنی دوڑنے کی رفتار اور زمین کی رفتار خلا میں رفتار کے مجموعہ سے دوڑتا ہے ۔

لفظ اضافیت سے مراد "تعلق" ہے ایک آسان سوال سے آپ کچھ سمجھ لیں گے کہ فرض کریں کہ آپ ایک ریل گاڑی میں جو ایک اسٹیشن پر کھڑی ہے بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسری گاڑی جو آپ کے قریب سے گذر رہی ہے ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کی گاڑی کے بجائے دوسری گاڑی حرکت کر رہی ہے تو آپ کو اسٹیشن کی عمارت کو دیکھنا پڑتا ہے ۔ یہاں آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایک گاڑی دوسری گاڑی کے لحاظ سے حرکت کر رہی ہے یا ایک کی حرکت دوسرے کی حرکت سے "اضافی" حرکت ہے آئن اسٹائن سے پہلے کے سائنس دانوں نے زمین کی حرکت کو سمجھنے کے لئے سورج اور ستاروں کو دیکھے بغیر کہا تھا کہ کیا زمین کی حرکت مطلق (ایبسولیٹ) ہے یا اس کی حرکت سورج اور ستاروں کے لحاظ سے ہے یا "اضافی" ہے ۔ آئن سٹائن سے پہلے سائنسدانوں نے بتایا کہ زمین کی حرکت مطلق حرکت نہیں ہے بلکہ سورج اور ستاروں کے لحاظ سے اس کی حرکت محسوس کی جاتی ہے ۔ آئن سٹائن نے ایک قدم اور بڑھایا اور یہ کہا کہ صرف زمین کی حرکت نہیں بلکہ کائنات میں موجود ہر حرکت اپنے ارد گرد کے اجسام کے لحاظ سے ہے اور ان میں دوسرے اجسام کی حرکت بھی شامل ہے ۔ انھوں نے کہا کہ مطلق حرکت کا وجود نہیں ہے کوئی جسم روشنی کی رفتار سے زیادہ رفتار حاصل نہیں کرسکتا ۔ جوں جوں کسی کی رفتار روشنی کی رفتار سے قریب ہوتی جائے گی توں توں اس کی رفتار کم ہوتی جائے گی ۔ اس نظریہ کے شائع ہونے کے بعد اس پر بڑے اعتراضات کئے گئے مگر آہستہ آہستہ ان کی صداقت تسلیم کی جانے لگی ۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں آئن اسٹائن نے اس کا دوسرا حصہ پیش کیا جس میں انھوں نے بتایا کہ ستارہ سے آنے والی روشنی جب سورج کے قریب گذرتی ہے تو اس میں تھوڑا سا خم آجاتا ہے ۔ یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے ۔ آئن سٹائن نے نیوٹن کے قانون ثقل میں اصلاح کی اور سیارۂ عطارد کی گردش نیوٹن کے بتائے ہوئے قانون تجاذب سے پوری طرح سمجھ میں نہیں آتی تھی اسٹائن نے اس ابہام کو دور کیا ۔ مادہ میں کلیدی اصولوں کو سمجھنا اور پیش کرنا آئن سٹائن کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے ۔ ان ہی اصولوں کو استعمال کر کے انسان ایٹمی طاقت سے روشناس ہوا ۔ سٹائن نے مادہ اور توانائی میں رابطہ تلاش کیا اور بتایا کہ مادہ توانائی میں اور توانائی مادہ میں تبدیل ہو سکتی ہے ۔ تھوڑے مادہ سے بہت زیادہ توانائی حاصل ہو جاتی ہے ۔ انھوں نے جو اصول بتایا وہ توانائی کی مساوات بتایا جاتا ہے اس کے مطابق E-M-C ای سے مراد توانائی ہے اور ایم اور سی روشنی کی رفتار کو ظاہر کرتی ہے ۔ بہر حال توانائی اور مادہ کے رابطہ سے ایٹمی دور کا آغاز ہوا اور امریکہ نے ایٹم بم بنا کر دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت ہونے کا اعزاز حاصل کیا ۔

سنہ ۱۹۱۴ء سے سنہ ۱۹۳۳ء تک آئن سٹائن جرمن کے قیصر ولیم فزیکل انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر کے طور پر کام کرتے رہے ۔ سنہ ۱۹۳۳ء میں جب جرمن میں ہٹلر کی نازی پارٹی برسرِ اقتدار آئی تو کوئی یہودی خواہ وہ کتنا بڑا اور عالمی شہرت یافتہ ہی کیوں نہ ہو محفوظ نہ رہا ۔ آئن سٹائن جب جرمن کو چھوڑ گئے تو ان کے نام سے منسوب سٹرک کے نام کو بھی تبدیل کر دیا گیا ۔ ان کی کتابیں جرمنی کے ایک اوپرا ہاؤس کے سامنے چوک میں عوام الناس کے سامنے جلا کر راکھ کر دی گئیں ۔

علم زوال پذیر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی جلا کر ہمیشہ کے لئے مٹایا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ یہ ذہنوں میں موجود رہ جاتا ہے ۔

جرمنی کی نازی پارٹی نے آئن اسٹائن کو اگرچہ ایک ناپسندیدہ شخصیت قرار دیا تھا لیکن اس کی تھیوریوں سے فائدہ اٹھانا ضروری تصور کیا۔ آئن سٹائن جرمنی سے نکل کر بلجیم گئے اور پھر ۱۹۳۳ء کے آخری مہینوں میں امریکہ چلے گئے۔ وہاں وہ باقی ساری عمر رہے اور وطن واپس نہ لوٹے۔ امریکہ میں انھیں انسٹی ٹیوٹ آف ایڈوانس اسٹڈی میں بڑا عہدہ پیش کیا گیا۔ جرمنی میں نازیوں نے ان کی ساری جائیداد ضبط کر لی۔ امریکہ میں وہ سائنسی تجربات میں مصروف رہے۔ ان کی تمام دریافتیں یادگار ہیں اور جن کی وجہ سے ان کا نام رہتی دنیا تک زندہ رہے گا۔ وہ عالمی حالات میں گہری دلچسپی رکھتے تھے سائنس دانوں کو ایٹم کی صلاحیت سے انھوں نے ہی باخبر کیا تھا۔ امریکہ نے ان کے نظریات پر عمل کر کے ایٹم بم تیار کیا اور دنیا میں تباہی مچادی۔ وہ سچے عالم انسان تھے۔ علم کی جستجو کے ساتھ انسانوں سے محبت بھی ان کی زندگی کے ضروری جزو تھے۔ وہ انسان اور علم دونوں کی عظمت کے قائل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۵۵ء میں ان کا انتقال ہوا تو تمام دنیا کو گہرا صدمہ پہنچا اور جرمنی میں نازیوں کے خاتمے کے بعد دوبارہ تحریک اٹھی کہ آئن سٹائن کا ملکی تشخص بحال کیا جائے تو انھوں نے آئن سٹائن سے منسوب سڑک کا نام "سٹائن سٹرائے" پھر دوبارہ بحال کر دیا۔


ہم!

جمعیت حکیمان دھلی کے

ہر فرد کو خلوص دل سے

عید سعید کی

مبارکباد پیش کرتے ہیں

ندیم وڈیو سینٹر

النور سوسائٹی۔ کراچی

لوٹ:۔

جو بھی فرد اس تراشہ کو ساتھ لائے گا

اس کے لئے ایک لوٹکن فری ہو گا

# عورت کے فرائضِ منصبی

از قلم اخوند شاہ محمد مقبول اختر فریدی

دورِ قدیم میں عورت کو نہ صرف ذلت و حقارت سے دیکھا جاتا تھا بلکہ بکاؤ مال جان کر چوپائے جانوروں کی طرح خرید و فروخت ہوتی تھی۔ عورت دوسروں کی ملکیت تھی، عورت کو کائنات میں کوئی حق ملکیت نہ تھا عورت کی حیثیت کنیزوں، لونڈیوں اور باندیوں جیسی تھی۔ عورت صرف ایک عورت تھی۔ ماں، بیٹی، بہن کی کوئی تمیز نہ تھی۔ نفس حیوانیت کا شکار تھی۔ نجس اور حقیر جان کر پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کردی جاتی۔ کہیں شوہر کے مرنے کے بعد ستی کیا جاتا یعنی آگ میں زندہ جلا دیا جاتا مذہب سے ناآشنا تعلیم سے محروم رکھا جاتا۔ جور و ستم کی چکیوں میں پسنے والی اس صنفِ نازک کو اسلام نے اپنی آغوش میں لے کر زندگی عطا کی۔ انسانیت کے علمبردار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مرد و زن کو یکساں طور پر زندگی گذارنے کا حق ہے اور اللہ کا یہ پیغام سنایا کہ!

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۝"

تم ان کا لباس ہو وہ تمہارا لباس ہیں۔

جس طرح لباس سے جسم کا حسن نکھرتا ہے اور عیب چھپتا ہے اسی طرح عورت کی زندگی میں خوشیاں مرد سے اور مرد کی زندگی میں وقار و تدبر عورت سے پیدا ہوتا ہے دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۝

مومن مرد، مومن عورتیں مل کر نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں کو روکتے ہیں۔ اور پھر ارشاد ہوتا ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَا اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۝

"تم میں سے کسی عمل کرنے والے مرد و عورت کا عمل ضائع نہ کیا جائیگا۔ تم آپس میں ایک ہی ہو۔"

اس کے باوجود مرد و زن آپس میں شدید اختلاف کی وجہ فرائضات منصبی کی ناقص تقسیم ہے۔ اسلام نے معاشرے میں توازن قائم کرنے، اعتدال کو قائم رکھنے کے لئے درجہ بندی کر کے الگ الگ فرائض مقرر کئے ہیں۔ اگر باپ ربِ مجازی ہے تو ماں کے قدموں میں جنت ہے۔ بیوی میں تخلیق کے جلوے ہیں تو بیٹی کے لئے شفقت ہے بہن میں محبت ہے۔ فرائضات میں مرد کو ضرور فوقیت ہے لیکن فرض اولین یہ ہے کہ "اَلرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَلٰى رَعِيَّتِهٖ"

"مرد اپنے اہل و عیال کا محافظ ہے۔ ان کے بارے میں وہ خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔"

دوسرا حکم یہ ہے کہ "وَبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ"

"تم اپنے مالوں میں سے ان کی کفالت کرو

مرد قوی الجثہ ہے۔ اس لئے اخراجات کی ذمہ داری اس پر عائد کی گئی۔ عورت صنفِ نازک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

"عورتوں کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسی ان کی ذمہ داریاں ہیں۔"

حدیث مبارکہ ہے کہ "عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے وہ اس کی ذمہ دار ہے۔" اس آیت کریمہ اور حدیث مذکورہ کی روشنی میں یہ واضح ہے کہ عورت کا دائرہ عمل امور خانہ داری اور بچوں کی اعلیٰ تربیت ہے۔

عورت کی گود نسل انسانی کی پہلی درس گاہ ہے جس میں پل کر شخصیتیں بنتی ہیں اور ابھرتی ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ "حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ، حضرت خواجہ رضی الدین المعروف بہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی روحانی قوتوں کا منبع ماں کی گود تھی۔ عبداللہ بن جحش، عبیداللہ بن ریاح کی بے باکانہ جرأت، خالد بن ولیدؓ کی فاتحانہ زندگی دربار رسالت سے سیف اللہ کے لقب سے سرفرازی، نپولین کی بہادری ماں کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہیں۔ علامہ اقبال کی سرشت میں مذہبی عقیدت، مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی جوہر کی سیاسی بصیرت، ماں کی ہی مرہون منت ہے۔ آج معاشرے کی تمام برائیاں، بے سکونی زندگی کی وجہ عورت کے فرائض منصبی سے روگردانی ہے۔ عورت جس غیر مہذب قوم کی تقلید میں آزادئ نسواں کا نعرہ لگا کر سرشاری تحسین کر رہی ہے۔ اس قوم نے تو عورت کی ٹانگوں سے لباس اتار کر برہنہ سڑکوں پر رواں دواں کر دیا ہے۔

اے عورت اپنی ذات کو پہچان، اپنے فرض منصبی کو سمجھ اور اس بگڑے ہوئے معاشرے کی درستگی کے لئے ایک اچھا رہبر، اچھا عالم، اچھا شیخ کامل، اچھا بہادر، ایماندار تاجر، دیانتدار افسر، اچھا معلم تیار کر۔

بیرون خانہ مرد کے دوش بدوش چلنا عورت کے فرائض میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے روزی کمانے کے حق سے ساقط کر کے وبما انفقوا کے مصداق اخراجات کی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے۔ تاکہ عورت سلیقہ سے امور خانہ کو منظم کر کے بچوں کی صحیح تعلیم اور اعلیٰ تربیت دے سکے ہے۔

# اقوال زریں

- مرد کا کام سر پیش کرنا ہے۔ عورت کا کام دل پیش کرنا ہے۔
- مرد کا حق رہبری کرنا ہے۔ عورت کا حق پیروی کرنا ہے اس اصول سے انحراف ہی فساد کا سرچشمہ ہے۔
- مکمل تربیت یافتہ عورت جنت ہے۔
- عورت دو دھاری تلوار ہے۔ آج تک ایک عورت بھی دس عورتوں کے برابر عقل رکھتے ہوئے اس کو قابو میں نہ رکھ سکی۔
- مرد چاہے کچھ کہیں عورت ہی ان پر حکومت کریگی۔
- عورت تہذیبی، تمدنی، ثقافتی، معاشی، معاشرتی جنم داتا ہے۔
- دنیا ایک باغ ہے مرد اس کا پھول، عورت اس کی خوشبو ہے۔
- عورت نے کتنی ہی ترقی کر لی مگر آج تک اپنے کو نہ جان سکی۔

فراہم کردہ

اخوند زادی آمنہ رضا کنول

Scanned with CamScanner

# عیدِ مبارک

مِنجانب

## شیخ محمّد مقصود اینڈ سنز

جوڑیا بازار۔ کراچی

فون نمبر:۔ 236037

---

ہم افراد جمیعت کی خدمت میں

## عید کی مبارکباد

پیش کرتے ہیں

## منجانب: الائیڈ کیمیکل انڈسٹریز

F/99، سائٹ کراچی 28

فون نمبر: 295665 ـ 295669 ـ 290380

# شاہراہ ریشم

## چین کی سرزمین اب پراسرار نہیں رہی

محمد زبیر ولد ضمیر الحسن

چین صدیوں سے اسرار کی سرزمین رہی ہے۔ ہر دور میں دنیا کے مختلف لوگوں نے اس سرزمین تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ تقریباً دو ہزار سال قبل سے برصغیر کے راستے چین جانے کا جنون لوگوں کے سروں پر سوار رہا ہے۔ مہم جو اور خطرہ پسند افراد نے برصغیر کے راستے چین سے تجارت بھی کی چین سے بہت عمدہ سلک برتن اور دوسری اشیاء برصغیر تک اور برصغیر سے آگے دنیا کے دوسرے ممالک تک پہنچتی رہیں۔ اور برصغیر سے جواہرات، گرم مصالے، خوشبویات اور اس قسم کی دوسری چیزیں چین تک پہنچتی رہیں۔ چین کے مشہور عالم سلک کی وجہ سے ہی اس راستے کو شاہراہ ریشم کہا جاتا ہے۔ صدیوں پرانا وہ خواب جو چین کے سیاح فاہیان عرب سیاح البیرونی اور مارکو پولو نے دیکھا تھا کہ اسرار کی اس سرزمین تک برصغیر کے راستے پہنچا جائے اور اس طرح شرمندۂ تعبیر ہو رہا کہ شاہراہ ریشم جسے اب دنیا بھر میں شاہراہِ قراقرم کے نام سے پہچانا جاتا ہے اب دنیا بھر کے سیاحوں کے لئے کھول دی گئی ہے۔ اور کسی بھی شخص کے لئے ممکن ہو گیا ہے کہ وہ پاکستان کے دارالخلافہ اسلام آباد سے بذریعہ سڑک سفر کرتا ہوا چین کے دارالخلافہ بیجنگ یا اس عظیم ملک کے کسی بھی علاقے تک پہنچ سکے۔ سیاحوں کے لئے شاہراہ ریشم اس سال یکم مئی سے کھول دی گئی ہے۔

شاہراہِ قراقرم کو عام سیاحوں کے کھولنے کی تاریخ تقریب یکم مئی کو چین کے سرحدی علاقے میں منعقد ہوئی۔ پاکستان کے وفاقی وزیر جناب سید قاسم شاہ پاکستان کی پارلیمنٹ اور شمالی علاقہ جات کی کونسل کے ایک نمائندے سرکاری وفد کے ہمراہ اتجام دی۔ اس موقع پر عوامی جمہوریہ چین کے صوبہ سنکیانگ کے ڈپٹی گورنر جناب یوسف محمد بھی موجود تھے۔ اس تقریب میں شرکت کے لئے دنیا بھر کے اخبارات کے نمائندے بھی پاکستانی اخبار نویسوں کے ہمراہ اس سفر میں شریک ہوئے پاکستان اسلامی جمہوریہ چین کے اخبارات اور سرکاری خبر رساں ایجنسی کے نمائندے بھی اس تقریب میں شرکت کے لئے بطور خاص اسلام آباد سے پاکستانی اور غیر ملکی اخبارات کے ہمراہ گلگت سے سفر بذریعہ سڑک کرتے ہوئے ان کے سرحدی قصبے پیر علی پہنچے تھے۔ شاہراہ قراقرم کے عام سیاحوں کے کھل جانے سے اب اس عظیم الشان شاہراہ کے ذریعہ دنیا بھر کے سیاح پاکستان کے راستے چین اور چین کے راستے پاکستان آ جا سکیں گے۔

صدیوں قبل مشکل پسند اور مہم جو افراد نے جب شاہراہ ریشم کو ذریعہ سفر بنایا تو اس وقت ذرائع آمد و رفت معدوم تھے۔ پہاڑوں میں سے گزرتا ہوا راستہ اس قدر دشوار گذار تھا کہ اسے کئی سال کی مسافت پر چین یا برصغیر واقع تھا۔ صدیوں کے پرانے اس راستے کو پاکستان کی مسلح افواج کے جوانوں نے جان جوکھوں میں ڈال کر اب ایک عظیم الشان شاہراہ میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس عظیم شاہراہ کی تعمیر میں پاکستان کے عظیم ہمسایہ اور ہر مشکل میں کام آنے والے دوست ملک عوامی جمہوریہ چین نے بھی اس سڑک کی تعمیر میں پاکستان کی عملی مدد کی۔ شاہراہ قراقرم کی تعمیر کا کام بیس سال کی جاں گسل مدت کی دن رات کی محنت سے مکمل کیا ہے۔ اس عظیم الشان سڑک کی تعمیر نے اسی ہزار ٹن سیمنٹ، آٹھ ہزار ٹن دھماکہ خیز مادہ استعمال ہوا۔ ہزاروں من وزنی مشینری سڑک اور کوئی رابطہ

ہونے کی وجہ سے جہازوں، ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ ائر ڈراپ کی گئی۔ پاکستان میں اس کی لمبائی ۷۷۶ کلومیٹر ہے۔ اس سڑک کو بنانے کے لئے پاکستان کے علاقے میں ۸ سو ملین کیوبک فٹ سے زائد پہاڑوں کو دھماکے سے اڑایا گیا۔ اور اس میں سے سڑک نکالی گئی۔ سڑک کی تعمیر کے دوران پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین کے لگ بھگ ایک ہزار فوجی جوانوں اور افسروں نے اپنی جان اس عظیم الشان منصوبہ کی تکمیل کے لئے جان آفریں کے سپرد کردی۔ عظیم الشان شاہراہ ریشم پر چین کے ابدی نیند سوئے ہوئے یہ عظیم سپوت اپنی جانوں کے نذرانے دے کر آنے والوں کی مشکلات کو ختم کر گئے اور انہوں نے اپنا نام تاریخ میں رقم کرالیا۔

چین ہمیشہ سے دوسرے ممالک کے لوگوں کے لئے اسرار کی سرزمین رہی ہے مگر بعد ازاں اس سرزمین کو اسرار کے پردوں سے نکال لیا گیا اور اب یہاں لاکھوں کی تعداد میں سیاح ہر سال دنیا کے ہر کونے سے رخ کرتے ہیں۔ چین میں سیاحوں کے لئے پہلے سہولت نہیں تھی اس لئے صرف ۱۹۸۶ء میں سیاحوں کی آمد سے ایک ہزار ملین ڈالر زرِ مبادلہ کمایا۔

پاکستان کے جن دشوار گذار علاقوں سے گذر کر شاہراہ ریشم یا شاہراہ قراقرم چین جاتی ہے اس راستہ میں دنیا کی اکتیس بلند ترین پہاڑی چوٹیاں واقع ہیں۔ قراقرم، ہندوکش اور ہمالیہ کے سلسلہ ہائے کوہ کی دوسری بلند چوٹی کے ٹو اور چوتھی بلند چوٹی نانگا پربت انہی علاقوں میں واقع ہیں۔ اس سارے علاقہ میں دنیا کے عظیم ترین گلیشیر موجود ہیں۔ اس علاقہ میں مشہورِ عالم سیاچین گلیشیر بھی ہے۔ شاہراہ ریشم کے علاقے میں جو عظیم گلیشیر آتے ہیں بالتورو، بیافو، نوزہ، حسر اور سیوپنا دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ بتورہ گلیشیر جو دنیا بھر میں واقع گلیشیرز میں ساتویں نمبر پر ہے اور جس کی لمبائی ۳۵ میل ہے اس عظیم الشان شاہراہ ریشم کے راستے میں آتا ہے۔ مختلف سلسلہ ہائے کوہ ہونے کی وجہ سے شاہراہ ریشم کے تمام راستے میں مختلف قسم کی بے پناہ مشکلات درپیش آتی رہیں۔ سال کے تمام عرصے میں اس سڑک پر لینڈ سلائیڈ ہوتے ہیں تو پاکستان کی بہادر افواج کے جوان اس سڑک کو سارا سال ٹریفک کے لئے کھلا رکھتے ہیں۔

شاہراہ ریشم سولہ ہزار فٹ بلند درہ خنجراب سے گزر کر عوامی جمہوریہ چین کے صوبہ سنکیانگ میں داخل ہوتی ہے۔ یہ درہ سارا سال برف سے ڈھکا رہتا ہے۔ خنجراب سے گذر کر عوامی جمہوریہ چین میں داخل ہوا جائے تو راستہ اترائی کا ہے۔ پاکستان کے اپنے شمالی علاقوں کے ایک قصبہ سوست میں سیاحوں کے لئے امیگریشن، کسٹمز، زرِ مبادلہ کی تبدیلی، صحت اور ان کی سہولتوں کا اہتمام کیا ہے۔ یہ قصبہ خنجراب درہ سے تقریباً ایک سو بیس کلومیٹر دور ہے۔ اس کے بعد سیاحوں کی سہولت کے لئے راستے میں ایک بڑا پیٹرول پمپ بھی قائم کردیا گیا ہے۔ بعد ازاں جب سیاحوں کی آمد شروع ہوگئی تو خنجراب درہ سے تقریباً ۳ کلومیٹر اندر کی جانب امیگریشن، صحت، کسٹمز، زرِ مبادلہ کی تبدیلی کے کاؤنٹر اور ہوٹل بنائے جائیں گے۔

پاکستان کے شمالی علاقوں میں سیاحوں کے آرام کے لئے گلگت اور اس کے بعد گلمت میں ہوٹل وغیرہ کی سہولت میسر ہے۔ عوامی جمہوریہ چین میں سیاحوں کے لئے ٹھہرنے کی سہولت کاشغر کند کے علاقہ میں ہے۔ یہ علاقہ صوبہ سنکیانگ کے بڑے شہر کاشغر سے بھی اسی کلومیٹر پاکستان کی جانب ہے۔ کاشغر کا نام برصغیر کے رہنے والوں کے لئے نیا نہیں ہے۔ مفکر پاکستان حضرت اقبالؒ نے اتحاد بین المسلمین کی بات کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

—— × ——

Scanned with CamScanner
CamScanner

# (اقتباسات)

## زندگی!

زندگی کیا ہے؟

زندگی میں اگر شوخی کا امتزاج نہ ہو تو
زندگی ایک ایسے سادہ بیج کی مانند
ہے۔

زندگی میں اگر شوخی کا امتزاج ہو تو
زندگی ایک حسین گلدستے کی طرح ہے

## زندگی۔

زندگی ایک ایسے اسٹیج کی مانند ہے
جہاں ہم سب اداکار ہیں۔ اور اپنا اپنا
کردار ادا کرتے ہیں۔ جو خوبصورتی سے
اپنا کردار نبھاتے ہیں وہ دنیا کی اسٹیج میں
کامیاب ہوتے ہیں۔ اور جو اپنا کردار خوب
صورتی سے ادا نہیں کر پاتے وہ زندگی کے
اسٹیج کی سیڑھیوں پر سر پٹخ پٹخ کر دم توڑ
دیتے ہیں۔ امیدیں، حسرتیں ان کو مایوسیوں
کے گہرے غاروں میں دھکیل دیتی ہیں۔

- لوگ اپنی مسرتوں سے دامن بھر لیں اور
ہم ان کی خاطر دکھ خریدیں۔ یہ کہاں کی
دانشمندی ہے۔
- بے اعتمادی ایسا کانٹوں بھرا بستر ہے جس پر
انسان نہ سکون سے سو سکتا ہے نہ جاگ کر رہ
سکتا ہے
- ماں کی محبت ایک ایسی صراحی کی مانند ہوتی ہے
جیسے کوئی پیاسا آئے اور گلاس بھر پانی پیئے۔

جیسے صراحی کا پانی ٹھنڈا، میٹھا ہوتا ہے انسان کا
حلق تک معطر ہو جاتا ہے

## حسن۔

شکل کا حسن نہیں اس کے اندر کا ہے ــــ
حسن چیز کا نہیں حسن انداز کا ہے۔
حسین آنکھیں نہیں، حسن آنکھ کے اندر کا ہے۔
حسن پھول کا نہیں حسن خوشبو کا ہے۔
حسن انسان کا نہیں حسن سیرۃ کا ہے۔
حسن کانٹوں کا نہیں اس کے تھام لینے کا ہے
(از قلم صباحت اختر ذکائی)

# صدور بزمِ ادب سنہ ۱۹۵۰ء تا سنہ ۱۹۸۶ء

۱۔ شیخ محمد منصور
۲۔ شیخ نثار احمد قدسی
۳۔ عظیم بخش ارتقائی
۴۔ مقصود حسین
۵۔ ڈاکٹر معین الدین بقائی
۶ محمد ذکی احمد
۷۔ ڈاکٹر صبیح الدین بقائی
۸۔ محمد حنیف
۹۔ ضمیر الحسن
۱۰۔ منظور حسین
۱۱۔ عبدالحمید
۱۲۔ عبدالخالق ذکائی
۱۳۔ محمد عاشقین
۱۴۔ ہمایوں اختر
۱۵۔ ابرار الحسن
۱۶۔ حسین احمد گلزار
۱۷۔ مصباح الدین
۱۸۔ محمد ایاز

Scanned with CamScanner CamScanner